حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
اور
عبارات ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

تحریر

محمد وقاص رفیع

ندوۃ العلماء، اسلام آباد، پاکستان

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
اور عباراتِ ملا علی قاری رحمہ اللہ

تحریر: مفتی محمد وقاص رفیعؔ

نواصب کا حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ کی عبارت سے غلط استدلال:

پروفیسر طاہر ہاشمی صاحب لکھتے ہیں:

''جن حضرات نے لفظ ''باغی'' کی تاویل طالب دم عثمانؓ سے کی ہے، انہیں جواب دیتے ہوئے موصوف (ملا علی قاریؒ) فرماتے ہیں کہ:

" قلت فاذا كان الواجب عليه أن يرجع عن بغيه باطاعته الخليفة و يترك المخالفة وطلب الخلافة المنفية فتبين بهذا أنه كان في الباطن باغيا وفي الظاهر مستترا بدم عثمان مراعيا مرائيا فجاء هذا الحديث عليه ناعيا وعن عمله ناهيا لكن كان ذلک في الكتاب مسطورا فصار عنده كل من القرآن والحديث مهجورا فرحم الله من انصف ولم يتعصب ولم يتعسف وتولي الاقتصاد في الاعتقاد لئلا يقع في جانبي سبيل الرشاد من الرفض والنصب بأن يحب جميع الآل والصحب ."[1]

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ جب معاویہ پر واجب تھا کہ وہ خلیفہ کی اطاعت کر کے اپنی باغیانہ سرگرمیوں سے رجوع کرتا اور خلیفہ کی مخالفت اور منفی خلافت کی طلب و خواہش ترک کر دیتا (مگر اُس نے یہ کام نہیں کیا) تو ظاہر ہوگیا کہ وہ باطن (حقیقت) میں باغی تھا اور ظاہری طور پر اُس نے قصاصِ عثمانؓ کا لبادہ اپنی حفاظت کے لئے ریاکارانہ طور پر اُوڑھ رکھا تھا۔ سو یہ حدیث اُس کے گناہ کو ظاہر کرنے اور اُس کے عیب کا اعلان کرنے اور اُس کے عمل بغاوت سے روکنے کے لئے آ گئی، لیکن یہ سب کچھ مقدر ہو چکا تھا۔ پس قرآن وحدیث دونوں معاویہ کے نزدیک متروک ہو گئے۔ سو اللہ رحم کرے اُس شخص پر جس نے تعصب نہ کیا اور نہ ہی ظلم کیا اور اعتقاد میں میانہ روی اختیار کی، تا کہ صراطِ مستقیم سے ہٹ کر ''رافضیت'' اور ''ناصبیت'' میں نہ

---

[1] (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج ۱۱ ص ۱۷۱ مطبوعہ: مکتبہ امدادیہ ملتان، بحوالہ: سیدنا معاویہ ﷛ کے ناقدین: ص ۱۲۹)

جا پڑے اور تمام آل واصحاب سے محبت رکھے۔

ملا علی قاری کی مذکورہ (بالا) تشریح سے حسبِ ذیل اُمور ثابت ہوئے:

١- معاویہ کو چاہیے تھا کہ بغاوت سے رجوع کرتا۔

٢- معاویہ کو خلیفہ کی اطاعت کرنی چاہیے تھی۔

٣- معاویہ کو چاہیے تھا کہ وہ خلیفہ کی مخالفت اور ناجائز خلافت کی طلب ترک کر دیتا۔

٤- معاویہ باطن (حقیقت) میں باغی تھے۔

٥- معاویہ نے دکھلاوے اور ریاکارانہ طور پر دم عثمان کی آڑ لے رکھی تھی۔

٦- حدیث عمارؓ معاویہ کے باغی ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر رہی ہے۔

٧- معاویہ نے قرآن وحدیث کے واضح احکام کی خلاف ورزی کی۔

٨- انصاف اور اعتدال یہ ہے کہ معاویہ کو مذکورہ بالا اُمور کا مرتکب سمجھا جائے۔'' [1]

پروفیسر طاہر ہاشمی صاحب کا دجل وفریب:

اِس عبارت میں سب سے پہلے تو پروفیسر طاہر ہاشمی صاحب نے ملا علی قاری رحمہ اللہ کے سر یہ جھوٹ تھوپا کہ موصوف نے اُن حضرات کے ردّ میں یہ عبارت پیش کی ہے جو لفظ ''باغی'' کی تاویل طالب دم عثمانؓ سے کرتے ہیں، حالاں کہ یہ موصوف پر صریح جھوٹ اور الزام تراشی ہے، اِس لئے کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ کی عبارت کا سیاق بتاتا ہے کہ اُنہوں نے لفظ ''باغی'' کی تاویل طالب دم عثمانؓ سے کرنے والے حضرات کا ردّ نہیں کیا، بلکہ اُنہوں نے پہلے علامہ ابن الملک رحمہ اللہ کے حوالے سے یہ واضح فرمایا کہ حدیث میں '' ألفئة الباغية '' سے مراد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت ہے۔

چناں چہ وہ لکھتے ہیں:

'' وقال ابن الملک اعلم أن عمارا قتله معاوية وفئته فكانوا طاغين باغين بهذا الحديث .'' [2]

ترجمہ: امام ابن الملک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمارؓ کو حضرت معاویہؓ اور اُن کی جماعت نے قتل کیا، لہٰذا وہ اِس حدیث کی رُو سے بغاوت کرنے والے اور اطاعت سے نکلنے والے ہوئے۔

---

[1] (سیدنا معاویہؓ کے ناقدین)

[2] (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للقاري : ج ٩ ص ٣٧٨٥ ح ٥٨٧٨ ط دار الفكر بيروت لبنان)

اِس کے بعد ملا علی قاری رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اُن کے اپنے دفاع میں دو تاویلات ذکر فرمائیں اور اُن کی حیثیت بیان فرمائی۔

چناں چہ وہ لکھتے ہیں:

”وحكي أن معاوية كان يؤول معني الحديث ويقول نحن فئة باغية طالبة لدم عثمان وهذا كما تري تحريف اذ معني طلب الدم غير مناسب هنا ...... لأن اطلاق اللفظ الشرعي علي ارادة المعني اللغوي عدول عن العدل وميل الي الظلم الذي هو وضع الشئ في غير موضعه ...... فلايصح أن يراد به طلب دم خليفة الزمان وهو عثمان رضي الله عنه وقد حكي عن معاوية تأويل أقبح من هذا حيث قال انما قتله علي وفئته حيث حمله علي القتال وصار سببا لقتله في المآل فقيل له في الجواب فاذن قاتل حمزة هو النبي صلي الله عليه وسلم حيث كان باعثا له علي ذلک .“ [1]

ترجمہ: بیان کیا گیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حدیث (عمارؓ) کے معنی کی تاویل کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ: ”ہم دمِ عثمانؓ کی طلب گار باغی جماعت ہیں!“ اور یہ جیسا کہ آپ نے دیکھا تحریف (بات کا مطلب بدل دینا) ہے، کیوں کہ یہاں طلب دم کا معنی مناسب نہیں لگتا...... کیوں کہ شرعی لفظ کا اطلاق لغوی معنی مراد لینے پر کرنا انصاف سے عدول اور ظلم کی طرف مائل ہونا ہے جو شے کا اُس کی جگہ کے علاوہ میں رکھنا ہے...... لہٰذا اِس (الفئة الباغية) سے خلیفۂ زماں یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا طلب کرنا مراد لیا جانا صحیح نہیں ہے۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اِس (تاویل) سے بھی زیادہ قبیح تاویل مروی ہے جب اُنہوں نے فرمایا کہ: ”اِنہیں (حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو) تو حضرت علیؓ اور اُن کی جماعت نے قتل کیا، جب اُنہوں نے اُن کو قتال پر اُبھارا اور مآل کار میں وہ اُن کے قتل کا سبب بنے، تو اُنہیں جواب میں کہا گیا کہ پھر تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے جب وہ اِس (قتل) پر اُن کا باعث بنے۔ (ترجمہ ختم)

اُس کے بعد ملا علی قاری رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع میں شیخ اکمل الدین البابرتی رحمہ اللہ پر رد کیا کیوں کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اِن دونوں تاویلات کا انکار کرتے ہیں:

---

[1] (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للقاري: ج ٩ ص ٣٧٨٦،٣٧٨٥ ح ٥٨٧٨ ط دار الفكر بيروت لبنان)

چناں چہ ملا علی قاری رحمہ اللہ (المتوفی ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

”ثم رأيت الشيخ أكمل الدين قال ألظاهر أن هذا أي التأويل السابق عن معاوية وماحكي عنه أيضا من أنه قتله من أخرجه للقتل وحرضه عليه كل منهما افتراء عليه أما الأول فتحريف للحديث وأما الثاني فلأنه ما أخرجه أحد بل هو خرج بنفسه وماله مجاهدا في سبيل الله قاصدا لاقامة الغرض وانما كان كل منهما افتراء علي معاوية لأنه رضي الله عنه أعقل من أن يقع في شئ ظاهر الفساد علي الخاص والعام.“[1]

ترجمہ: پھر میں نے شیخ اکمل الدین رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں کہ بظاہر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاویل سابق اور جو اُن سے روایت کی گئی ہے وہ بھی (یعنی یہ کہ اُنہیں (یعنی حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو) اُس شخص نے قتل کیا جس نے اُنہیں قتل کے لئے نکالا اور اُنہیں قتل پر اُبھارا) دونوں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر افتراء ہیں۔ بہرحال پہلی تاویل تو وہ حدیث کی تحریف (بات مطلب بدل دینا) ہے اور بہرحال دوسری تاویل تو وہ اِس لئے کہ اُنہیں (حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو) کسی نے نہیں نکالا، بلکہ وہ خود اپنی جان اور اپنے مال کے ساتھ نکلے اللہ تعالیٰ کے راستے میں مجاہد بن کر اور (اپنی) ضرورت کے قائم کرنے کا قاصد بن کر، اور اِن دونوں میں سے ہر ایک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر افتراء ہی ہے، کیوں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اِس بات کو زیادہ سمجھنے والے تھے کہ وہ کسی ایسی چیز میں مبتلا ہو جائیں جس کا ہر خاص و عام پر فساد ظاہر ہو جائے۔ (ترجمہ ختم)

اُس کے بعد ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شیخ اکمل الدین البابرتی رحمہ اللہ کے مذکورہ بالا مؤقف کا ردّ کیا ہے اور بتایا ہے کہ اگر شیخ موصوف کی بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ دونوں تاویلات نہیں کی تھیں بلکہ یہ اُن پر افتراء ہے تو اُس صورت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ الزام عائد ہوتا ہے کہ پھر تو وہ طلبِ خلافت کے لئے ایسا سب کچھ کر رہے تھے، پھر تو اُنہیں چاہیے تھا کہ وہ خلیفہ برحق یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کو ترک کر دیتے اور بغاوت سے اُن کی طرف رجوع کر لیتے اور اُن کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے، پھر تو اِس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حقیقت میں باغی تھے اور ظاہر میں اُنہوں نے محض ریاکارانہ طور پر اپنی حفاظت کے لئے قصاصِ دمِ عثمانؓ کا مطالبہ اُوڑھ رکھا تھا، سو یہ حدیث اُن کے گناہ کو ظاہر کرنے، اُن کے عیب کا اعلان کرنے اور اُن کو اُن کے اِس عمل بغاوت سے روکنے کے لئے

---

[1] (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للقاري: ج ٩ ص ٣٧٨٦ ح ٥٨٧٨ ط دار الفكر بيروت لبنان)

آ گئی، اور اِس صورت میں گویا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے قرآن وحدیث دونوں ہی متروک ہو گئے۔ (العیاذ باللہ)

چناں چہ ملا علی قاری رحمہ اللہ (المتوفی ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

" قلت فاذا كان الواجب عليه أن يرجع عن بغيه باطاعة الخليفة ويترك المخالفة وطلب الخلافة المنيفة فتبين بهذا أنه كان في الباطن باغيا وفي الظاهر مستترا بدم عثمان مراعيا مرائيا فجاء هذا الحديث ناعيا وعن عمله ناهيا لكن كان ذلك في الكتاب مسطورا فصار عنده كل من القرآن والحديث مهجورا ."[1]

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ پھر جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر ضروری تھا کہ وہ اپنی بغاوت سے خلیفہ کی اطاعت کے ساتھ رجوع کر لیتے اور مخالفت اور بلند خلافت کی طلب کو ترک کر دیتے، تو اِس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حقیقت میں وہ باغی تھے اور ظاہر میں وہ دم عثمانؓ میں چھپے ہوئے تھے (اپنی) حفاظت کرنے کے لئے (اور اپنے آپ کو) خلافِ حقیقت دکھانے کے لئے، تو یہ حدیث (اُن کے اِس اقدام کی) خبر دینے، اور (اُن کو اِس عمل سے) روکنے کے لئے آ گئی، لیکن یہ چیز کتاب (لوحِ محفوظ) میں لکھی جا چکی تھی، اور قرآن وحدیث دونوں ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک متروک ہو گئے۔" (ترجمہ ختم)

گویا اِس عبارت میں ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شیخ اکمل الدین البابرتی رحمہ اللہ کے مذکورہ بالا مؤقف کو ردّ کرتے ہوئے اُس پر تبصرہ فرمایا ہے کہ آپ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا دونوں تاویلات کے انکار کرنا درست نہیں بلکہ غلط ہے کیوں کہ اِس کی صورت میں آپ کے مؤقف کا مرقومہ بالا نتیجہ نکلتا ہے، جس سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں توہین وتنقیص اور اُن کی ذات میں بے ادبی کا عنصر پایا جاتا ہے، اِس لئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ کا مذکورہ بالا مؤقف اختیار کرنا صحیح نہیں بلکہ غلط ہے۔

شیخ اکمل الدین البابرتی رحمہ اللہ کے مذکورہ بالا مؤقف پر تبصرہ کرنے کے بعد ملا قاری رحمہ اللہ افراط وتفریط (رفض و نصب) کے مقابلے میں اہل سنت کا معتدل راستہ اختیار کرنے والے شخص کو دُعاء دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

" فرحم الله من أنصف ولم يتعصب ولم يتعسف وتولي الاقتصاد في الاعتقاد لئلا يقع في جانبي سبيل الرشاد من الرفض والنصب بأن يحب جمع الآل والصحب ." [2]

---

[1] (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للقاري : ج ۹ ص ۳۷۸٦ ح ۵۸۷۸ ط دار الفكر بيروت لبنان)

[2] (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للقاري : ج ۹ ص ۳۷۸٦ ح ۵۸۷۸ ط دار الفكر بيروت لبنان)

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحم فرمائے جس نے انصاف کیا (یعنی مسلک اہل سنت پر عمل کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مجتہد مخطی مانا) اور تعصب سے کام نہیں لیا اور نہ ہی حد آگے بڑھا، اور اعتقاد میں اعتدال کو پسند کیا، تاکہ وہ رشد (وہدایت) کے دونوں کناروں (یعنی رفض ونصب) میں واقع نہ ہو، بایں طور کہ وہ تمام صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم سے محبت کرے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ کی ایک دوسری عبارت سے ہاشمی صاحب کا غلط استدلال:

پروفیسر طاہر ہاشمی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک محاربین اہل بیت کی مذمت کرنا امت کا (اجماعی) مسئلہ ہے۔ چناں چہ وہ ایک دوسرے مقام پر اِس اجماعی عقیدے کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

" ففضل أهل البيت و ذم من حاربهم أمر مجمع عليه عند العلماء السنة و أكابر أئمة الأمة ."[1]

ترجمہ: پس اہل بیتؓ کی فضیلت بیان کرنا اور جن حضرات نے اُن کے ساتھ جنگ کی ہے، اُن کی مذمت بیان کرنا ایسا مسئلہ ہے جس پر اہل سنت کے علماء اور اُمت کے ائمہ کا اجماع ہے۔ (ترجمہ ختم)

سخت حیرت ہے کہ ملا علی قاریؒ ''محاربین اہل بیت'' کے تخطیہ ہی کو نہیں بلکہ ان کی مذمت کو اُمت کا اجماعی مسئلہ قرار دے رہے ہیں۔ حالاں کہ محدثین کرام کے نزدیک ایسا رجحان تشیّع کے زُمرے میں آتا ہے۔

" فالتشيع في عرف المتقدمين هو اعتقاد تفضيل علي علي عثمان و ان عليا كان مصيبا في حروبه و أن مخالفه مخطئٌ مع تقديم الشيخين وتفضيلهما ."[2]

ترجمہ: متقدمین کی اصطلاح میں تشیّع کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر فضیلت دی جائے اور یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی جنگوں میں حق بہ جانب اور اُن کے مخالف خطاء پر تھے، اِس کے ساتھ ساتھ وہ تفضیل شیخین کا بھی قائل ہو۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

---

[1] (مرقاۃ المفاتیح شرح مشكاة المصابيح : ج ١٠ ص ٥٣٤ بحوالہ: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین: ص ۱۳۰)

[2] (تهذيب التهذيب : ج ١ ص ٩٤) و (فتح الملهم شرح صحيح المسلم : ج ١ ص ٦٥ بحوالہ: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین: ص ۱۳۱)

"یہ ضروری نہیں ہے کہ حضرت امیر (یعنی علیؓ) تمام اجتہادی واختلافی اُمور میں حق پر ہوں اور اُن کے مخالف خطاء پر!"[1]

محاربین اہل بیت سے کون لوگ مراد ہیں؟:

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہاں "محاربین" کا لفظ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مطلق نقل کیا ہے، جس سے پروفیسر طاہر ہاشمی صاحب نے بلا قرینہ و قیاس صرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہی کی ذات کو مراد لیا ہے، اور خواہ مخواہ کھینچ تان کر ملا علی قاری رحمہ اللہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ناقد اور گستاخ ٹھہرا دیا ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ یہاں محاربین اہل بیت سے جنگ جمل و صفّین میں حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم کے مقابلے میں برسر پیکار لڑنے والے حضرات (حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہؓ وغیرہ) مراد نہیں کہ اُنہیں تو حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم سے کسی قسم کی ذاتی دُشمنی و عداوت، بغض و عناد اور دُنیوی حرص و لالچ یا کوئی سیاسی غرض نہ تھی، بلکہ اُس کے بعد کے دور میں حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم پر زیادتیاں کرنے والے لوگ مراد ہیں، جیسے یزید، ابن زیاد، شمر اور عمرو وغیرہ۔ گویا اِس سے ہر وہ شخص مراد ہے جو حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم کے ساتھ دُشمنی و عداوت، بغض و کینہ اور دُنیوی حرص و لالچ اور سیاسی اغراض و مقاصد رکھتا ہو، اور اُن کے ساتھ لڑتا بھڑتا ہو۔

چناں چہ ملا علی قاری رحمہ اللہ حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم سمیت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں معتدل نظریہ و عقیدہ رکھنے والے شخص کو دُعاء دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

" فرحم الله من أنصف ولم يتعصب ولم يتعسف وتولي الاقتصاد في الاعتقاد لئلا يقع في جانبي سبيل الرشاد من الرفض والنصب بأن يحب جمع الآل والصحب ."[2]

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحم فرمائے جس نے انصاف کیا (یعنی مسلک اہل سنت پر عمل کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مجتہد مخطی مانا) اور تعصب سے کام نہیں لیا اور نہ ہی حد آگے بڑھا، اور اعتقاد میں اعتدال کو پسند کیا، تاکہ وہ رشد (وہدایت) کے دونوں کناروں (یعنی رفض و نصب) میں واقع نہ ہو، بایں طور کہ وہ تمام صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم سے محبت کرے۔ (ترجمہ ختم)

پس یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک شخص حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم سمیت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں

---

[1] (مکتوبات: جلد دوم ص ۵۵ مکتوب نمبر ۲۶)، بحوالہ سیدنا معاویہ کے ناقدین: ص ۱۳۱)

[2] (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للقاري : ج ۹ ص ۳۷۸۶ ح ۵۸۷۸ ط دار الفكر بيروت لبنان)

مناسب اور معتدل نظریہ وعقیدہ رکھنے والے دوسرے لوگوں کے حق میں تو اُن کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحم ومہربانی کی دُعاء کرے اور دوسری طرف حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم کے ساتھ لڑائی کرنے والوں کی مذمت کرنے پر علماء کا اتفاق نقل کرے؟

لیکن اصل بات یہ ہے کہ ؎

ہنر بہ چشم عداوت بزرگ تر عیب است
گل است سعدی و در چشم دُشمناں خار است

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام ملا علی قاری رحمہ اللہ کی نظر میں:

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے ملا علی قاری رحمہ اللہ کی وہ عبارات بھی نقل کردی جائیں جن میں اُنہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنے گراں قدر زرّیں الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے، تاکہ یہ بات خوب اچھی طرح نکھر کر سامنے آجائے کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ کی نظر میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا وہی مقام و مرتبہ ہے جو اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں عطاء فرمایا ہے۔

چناں چہ ملا علی قاری رحمہ اللہ (المتوفیٰ ۱۰۱۴ھ) ''منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر'' میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنا مؤقف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

'' وأما ما وقع من امتناع جماعة من الصحابة عن نصرة علي رضي الله تعالي عنه والخروج معه الي المحاربة ومن محاربة طائفة منهم له كما في حرب الجمل وصفين فلا يدل علي عدم صحة خلافته ولا علي تضليل مخالفه في ولايته اذ لم يكن ذلک عن نزاع في حقيقة امارته كان عن خطأً في اجتهادهم حيث أنكروا عليه ترک القود من قتلة عثمان رضي الله تعالي عنه بل زعم بعضهم أنه كان مائل الي قتله و المخطئ في الاجتهاد لايضلل ولا يفسق علي ما عليه الاعتماد .''[1]

ترجمہ: رہی بات صحابہ کرامؓ کی اُس جماعت کی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد کرنے اور اُن کے ساتھ جنگ پر نکلنے سے رکی رہی اور اُس جماعت کی جس نے اُن کے ساتھ جنگ کی جیسا کہ جمل وصفین میں تھا تو یہ نہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کی عدم صحت پر دلالت کرتا ہے اور نہ ہی اُن کی ولایت میں

[1] (منح الروض الأزهر شرح الفقه الأكبر لملا علي القاري : ص ۱۹۲)

اُن کے مخالفین کی گم راہی پر۔ اِس لئے کہ درحقیقت یہ نزاع حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امارت کے بارے میں نہیں تھا جو اُن کے مخالفین کی خطائے اجتہادی کی وجہ سے پیش آیا تھا، بایں حیثیت کہ اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر قاتلین عثمانؓ سے قصاص نہ لینے کی وجہ سے سخت نکیر کی، بلکہ بعض کا گمان یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قتل عثمان کی طرف جھکاؤ رکھتے تھے۔ اور مجتہد مخطی کو نہ گم راہ گردانا جاسکتا ہے اور نہ ہی اُس کی تفسیق کی جاسکتی ہے۔ یہی معتمد علیہ قول ہے۔ (ترجمہ ختم)

اسی کتاب میں ایک دوسری جگہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ایک قول کی تشریح کرتے ہوئے ملا علی قاری رحمہ اللہ (المتوفی ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

”ولا نذكر أحدا من أصحاب رسول الله صلي الله عليه وسلم الا بخير يعني وان صدر من بعضهم بعض ماهو في الصورة شر فانه اما كان عن اجتهاد ولم يكن علي وجه فساد من اصرار وعناد كان رجوعهم الي خير معاد بناء علي حسن الظن بهم .“ [۲]

ترجمہ: اور ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کے ساتھ ہی کرتے ہیں۔ یعنی اگر اُن حضرات سے بعض ایسے اُمور صادر ہوئے جو بہ ظاہر صورت شر ہیں تو یا تو وہ اجتہاد کی بنیاد پر صادر ہوئے ہیں اور کسی فساد یعنی اصرار و عناد کی بنیاد پر صادر نہیں ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ حسن ظن کی بناء پر اُن اُمور کا لوٹنا اچھے انجام کی طرف ہوگیا۔ (ترجمہ ختم)

اسی کتاب میں ایک اور جگہ موصوف لکھتے ہیں:

” ثم كان معاوية مخطئا الا أنه فعل ما فعل عن تأويل فلم يصر به فاسقا واختلف أهل السنة والجماعة في تسميته باغيافمنهم من امتنع من ذلک والصحيح قول من أطلق لقوله عليه الصلاة والسلام لعمار تقتلک ألفئة الباغية .“ [۱]

ترجمہ: پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ (مجتہد) مخطی تھے، مگر انہوں نے جو کچھ بھی کیا وہ تاویل کے ساتھ کیا، لہٰذا اِس کی وجہ سے وہ فاسق نہیں ہوئے۔ اور اہل سنت والجماعت نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر لفظ ”باغی“ کے اطلاق میں اختلاف کیا ہے۔ سو بعض اہل سنت آپؓ پر اِس لفظ کا اطلاق نہیں کرتے، لیکن

---

[۱] (منح الروض الأزهر شرح الفقه الأكبر لملا علي القاري : ص ۲۰۹)

[۲] (منح الروض الأزهر شرح الفقه الأكبر لملا علي القاري : ص ۶۰۰)

صحیح قول اُن (جمہور) اہل سنت کا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس قول کی وجہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر اِس لفظ کا اطلاق کرتے ہیں جس میں آپ علیہ السلام نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تمھیں ایک باغی جماعت قتل کرے گی!'' (ترجمہ ختم)

اور شرح شفاء میں موصوف لکھتے ہیں:

'' ومعاوية وان أسلم عام الفتح لكن له سبق ظاهر علي من أسلم بعده سواءً من الصحابة أو التابعين .'' [1]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اگرچہ فتح مکہ کے سال اسلام لائے، لیکن اُن کو فتح مکہ کے بعد اسلام لانے والے تمام لوگوں پر واضح برتری حاصل ہے، برابر ہے کہ وہ صحابہ میں سے ہوں یا تابعین میں سے۔ (ترجمہ ختم)

اور ''مرقاۃ شرح مشکوٰۃ'' میں موصوف لکھتے ہیں:

'' وأما معاوية رضي الله عنه فهو من العدول الفضلاء والصحابة الأخيار والحروب ألتي جرت بينهم كانت لكل طائفة شبهة اعتقدت تصويب أنفسها بسببها وكلهم متأولون في حروبهم ولم يخرج بذلک أحد منهم من العدالة لأنهم مجتهدون اختلفوا في مسائل كما اختلف المجتهدون بعدهم في مسائل و لايلزم من ذلک نقص أحد منهم .'' [2]

ترجمہ: اور بہ ہر حال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تو اُن کا شمار عادل، فاضل اور خیار صحابہؓ میں ہوتا ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جو لڑائیاں جاری ہوئیں تو وہ اِس وجہ سے کہ اُن میں سے ہر جماعت شبہ میں پڑی ہوئی تھی اور اُس شبہ کی وجہ سے ہر جماعت کا اعتقاد یہ بنا ہوا تھا کہ وہ ٹھیک ہے۔ تمام صحابہؓ اپنی اپنی لڑائیوں کے بارے میں تاویل کرنے والے تھے اور اُن میں سے کوئی ایک صحابی بھی عدالت سے نکلنے والا نہیں تھا، کیوں کہ وہ حضرات مجتہد تھے، مسائل میں اختلاف کرتے تھے کرتے تھے، جیسا کہ اُن کے بعد مجتہدین نے مسائل میں اختلاف کیا ہے، لیکن اِس وجہ سے اُن میں سے کسی ایک کی بھی تنقیص لازم

[1] (شرح الشفاء لملا علي القاري : ج ١ ص ٩٧)

[2] (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للقاري : ج ٩ ص ٣٨٧٥ ح ٦٠٠٧ ط دار الفكر بيروت لبنان)

نہیں آتی۔

محولہ بالا تمام عبارات سے یہ بات بہ خوبی واضح ہوگئی کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ کا مؤقف ونظریہ مشاجراتِ صحابہؓ بالخصوص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بالکل وہی تھا جو جمہور اہل سنت کا ہے اور اِس نظریے میں وہ سرمو بھی اپنے اسلاف کے مسلک سے منحرف یا افکارِ شاذہ کا شکار نہیں ہوئے تھے۔